# رنگ ھائے زیست

سحرش فاطمہ

# رنگ ہائے زیست کے

سحرش فاطمہ



وہ پینٹر تھا اس کا کام ہی تخلیق کرنا تھا۔ اپنی سوچ سے وہ نہ جانے کون، کون سے مناظر اپنے کینوس پر رنگوں کو پھیلا کر قید کر لیتا تھا۔

☆☆☆

”کبھی تم نے سوچا ہے کہ یہ دنیا بھی کسی کی تخلیق ہے؟“ عاقب نے اس سے پوچھا۔

”ہاں وہی جو ہم سب کا خالق ہے ہم اسی کی تو تخلیق ہیں یہ کون سا بونگا سا سوال کر دیا تم نے بھی۔“ مسکان نے اس کے سامنے سوالیہ انداز میں انگلیاں نچائیں۔

عاقب ہنسا اور مسکان نے دونوں ہاتھ کی

شہادت والی انگلیوں سے کان بند کر لیے۔
''پاگل ہی رہنا تم۔'' عاقب نے اس کے سر پر ہلکے سے چپت لگائی۔
''ہاں اور تم مہا پاگل!'' مسکان نے زبان چڑائی۔اسے پھر بھی سنائی دے گیا تھا۔
''کبھی، کبھی میں سوچتا ہوں، میں کچھ ایسا تخلیق کروں جو کسی نے نہ کیا ہو۔''
''کیا مطلب تمہارا؟'' مسکان نے حیرانی سے پوچھا۔اب وہ دونوں انگلیاں کانوں سے نکال چکی تھی۔
''تم نہیں سمجھو گی، ابھی تم جاؤ یہاں سے میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔'' عاقب نے دروازے کی طرف دیکھا اور مسکان کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
مسکان نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر چلی گئی۔

☆☆☆

عاقب کو رنگوں سے کھیلنے کا شوق بچپن سے ہی تھا جو کاغذ ملتا اسے رنگوں سے بھر دیتا چاہے وہ اخبار ہی کیوں نہ ہو...... اس نے اپنے اس جنون کی وجہ لاہور کے بہترین آرٹس کالج NCA میں داخلہ لے لیا تھا...... وہ دنیا کوئی نرالی ہی تھی وہاں آرٹ کا ہر شعبہ موجود تھا...... عاقب وہاں جا کر صرف اپنے جنون کو ہی تراشتا رہا۔
رنگ ہی مانو اس کی کل کائنات تھی اس کے تخیل میں جو بھی سماتا، وہ رنگوں میں اتار دیتا...... جیسے یہ سب بنا ہی اس کے لیے ہو۔
اس کا کالج ختم ہونے میں ڈیڑھ سال کا عرصہ باقی تھا...... ان کے کالج میں آئے دن کچھ نہ کچھ منعقد ہوتا رہتا کبھی فیشن شو تو کبھی میوزکل شو کبھی آرٹ ایگزی بیشن تو محفلِ غزل نہ جانے کیا، کیا......
اس روز اس کی کلاس پکنک پہ جا رہی تھی جہاں سب اپنے حساب سے چیزیں رکھ رہے تھے کچھ کھیلنے کے لیے وہیں عاقب کے ہاتھ میں اس کا کینوس تھا اور کندھے پہ لٹکا رنگوں سے بھرا بیگ تھا...... اسے جہاں بھی موقع ملتا وہ شروع ہو جاتا لیکن اس پکنک پہ جاتے ہوئے ان کی بس کا حادثہ ہو گیا اور جہاں کچھ طلبہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو وہیں عاقب کو بھی گہرا صدمہ لگا۔

☆☆☆

''عاقب کیا بات ہے بہت چپ، چپ سے ہو گئے ہو؟'' مسکان نے اسپتال کے بیڈ پہ کسی سوچوں میں گم چپ، چپ لیٹے ہوئے عاقب کو دیکھا۔عاقب پہ گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔
''اچھا میں وہیل چیئر منگواتی ہوں تھوڑی دیر کے لیے باہر چلتے ہیں ٹھیک ہے؟'' مسکان کو عاقب کا چپ رہنا ستا رہا تھا۔''عاقب پتا ہے آرٹ گیلری میں ایگزی بیشن لگ رہی ہے میں معلوم کر کے آئی تھی نئے آرٹسٹ کو موقع دے رہے ہیں تمہارا نام لکھوا دوں؟''
مسکان نے اس کے جنون کا نام لیا۔
''عاقب تم آخر......'' مسکان ابھی بول ہی رہی تھی کہ عاقب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کے منہ کے آگے کر دیا۔
''نہ خود بول رہے ہو نہ مجھے بولنے دے رہے ہو آخر کیوں؟ میں چلی ہی جاتی ہوں اگر تم میرے منگیتر نہ ہوتے تو میں یوں......'' مسکان اٹھی اپنی چیئر پیچھے کھسکائی اور باہر چلی گئی۔
پانچ، چھ روز گزر گئے تھے۔ڈاکٹر نے عاقب کو اب گھر جانے کی اجازت چھٹی دے دی تھی۔وہ وہیل چیئر پہ تھا اور مسکان اسے گھر لے آئی۔
عاقب کے ماں باپ ایک کار حادثے میں جاں بحق ہو گئے تھے تب سے مسکان کے بابا یعنی عاقب کے ماموں نے ہی اسے ساتھ رکھا ہوا تھا اور اب خود عاقب کو ہمہ وقت سہارے کی ضرورت تھی، مسکان جو اس کے ماموں کی بیٹی تھی اور اس کی چاہت تھی۔ اس کی منگیتر، اسے اچھی طرح سمجھتی تھی لیکن جب سے اس کے ساتھ یہ حادثہ ہوا تھا مسکان کے لیے یہ وقت زیادہ صبر آزما تھا کیونکہ عاقب چڑچڑا

ہو گیا تھا...... پکنک والے حادثے نے اس کی ٹانگیں اس سے چھین لی تھیں۔

☆☆☆

عاقب اور مسکان دونوں اس کمرے میں موجود تھے جہاں عاقب اپنی تخلیق کاریاں کرتا تھا اور رنگوں سے کھیلتا تھا لیکن مسکان کو اس وقت اس نے باہر بھیج دیا تھا...... مسکان کو کئی عجیب سوچیں آنے لگیں دل دھڑک رہا تھا اور مردہ پیروں سے وہ اپنے کمرے میں جانے لگی۔ عاقب وہیل چیئر پر بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا اتنے میں اسے اذان کی صدا سنائی دی اس نے اسے غور سے سننا شروع کیا۔

''اللہ اکبر!''

جب اس نے تکبیر سنی تو اس نے دُہرایا۔

''بے شک اللہ سب سے بڑا ہے۔''

اس نے بعد میں اذان کے ہر جملے کو دُہرانا شروع کیا کہ وہ ''حیَ علی الصلوۃ'' اور ''حیَ علی الفلاح'' پہ آیا اور خاموش ہو گیا۔

اس نے کئی تخیلاتی مناظر رنگوں میں قید کیے تھے مگر اب کی بار وہ چاہ رہا تھا کچھ الگ کرے، جس سے اس کا دل مطمئن ہو لیکن کیا تھا ایسا اسے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

''الفلاح یعنی کامیابی کی طرف اور صلوۃ یعنی نماز، نماز میں کامیابی؟ اے اللہ یہ آج میں نے اذان کو اتنے غور سے سنا! میں اپنی جسمانی معذوری کی وجہ سے یہ کیسے بھول گیا کہ مجھے نماز پڑھنی چاہیے۔ مجھے معاف کر دے میرے اللہ، میں اپنی ہی کامیابی سے دور بھاگتا رہا مجھے موقع دیا گیا کہ میں تیرے پاس آؤں اس کامیابی کے ذریعے اپنے خالق کے پاس جس نے مجھے تخلیق کیا ہے میں بھلا... وہ خیال کیسے تخلیق کر سکتا ہوں کہ جو کسی نے نہ کیا ہو؟ سب سے بڑا خالق تو، تو ہی ہے۔ میرے اللہ اور میں مٹی سے بنا تیرا ایک عاجز اور کمزور بندہ...... مجھے معاف فرما میرے رب!'' آنسوؤں سے عاقب کا چہرہ بھیگ چکا تھا اپنی چیئر کو اس نے کمرے کے دروازے تک گھمایا اور باہر آیا اور مسکان کو آواز دی۔

مسکان نے اس کی آواز سنی تو خوشی، خوشی بلکہ بھاگتی ہوئی اس طرف آئی جہاں عاقب موجود تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ حیران ہو گئی۔

''مجھے وضو کرنا ہے۔'' اس کی بھرائی آواز سے وہ سمجھ گئی تھی کہ ضرور عاقب رویا ہے۔

اس نے وضو کروانے میں اس کی مدد کی اور ٹیبل پہ جائے نماز بچھا کر چیئر گھما کے وہاں تک لائی۔

عاقب نے نماز پڑھنا شروع کی اور مسکان باہر چلی گئی۔

☆☆☆

آج آرٹ گیلری میں اس کی پینٹنگز کی نمائش تھی جہاں ایک طرف وہ پینٹنگز تھیں جن میں دریا، پہاڑ، سمندر، سبزہ زار وادیوں کے خوب صورت مناظر کے ساتھ، ساتھ عورت کے حسین پورٹریٹس تھے تو دوسری جانب عاقب نے بہت ہی خوب صورتی سے قرآن کی آیات کو کینوس پر اتارا تھا جو بھی آتا ان آیات کو پڑھتا سبحان اللہ کہتا اور تعریف کیے بغیر نہ رہ پاتا۔

اس کی پینٹنگز کی ہر تعریف اس کے دل میں موجود اللہ کی محبت کو اور بھی بڑھا رہی تھی۔ وہ اب ایک نئے عزم کو اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔ وہ مسکان کی جانب دیکھ کر مسکرا رہا تھا جو اس کے وجود کا حصہ بننے جا رہی تھی جس کا ہر پل کا ساتھ تھا۔ عاقب نے اسی پل سوچا کہ وہ باہر جا کر اپنے لیے مصنوعی ٹانگوں کا انتظام کرے گا پھر اللہ کے بابرکت گھر حرم شریف جا کر اس کا شکر ادا کرے گا اور وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ اصل کامیابی کس چیز میں تھی...... بے شک ہم اپنے رب کی کسی بھی نعمت کو جھٹلا نہیں سکتے۔ وہ ایک نعمت لے کر دس مزید نعمتیں عطا کرتا ہے، آج عاقب کی روح سرشار تھی۔

